ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

OPEN ACCESS

CC BY NC

ڈاکٹر شبنم نیاز
اسسٹنٹ پروفیسر، لاہور کالج برائے خواتین یونیورسٹی، لاہور
ڈاکٹر شائستہ حمید
اسسٹنٹ پروفیسر، جی سی یونیورسٹی، لاہور

فکرِ اقبال اور عظمتِ نوعِ بشر

Dr. Shabnam Niaz
Assistant Professor, Lahore College for Women University, Lahore.
Dr Shaista Hameed Khan
Assistant Professor, GC University Lahore.

***Corresponding Author:**

Iqbal's Vision and the Dignity of the Human Race

Dr. Mohammad Iqbal needs no introduction. He was not only a great poet but a thinker a philosophy and genius too. His strong intellect and insight are clearly seen in his poetry. Iqbal's vision serves as a mirror, reflecting vividly the present and the future of the Muslim Ummah. He not only foresees the future predicaments but also suggest a way out. In his poetry, Iqbal frequently discusses the effects of humanitarian values. He stress that the success and elevation of the ummah lies in humanitarianism. In many places he states features of dignity of the human race. The paper under elucidates the idea of the dignity of the human race as ennisaged by Iqbal.

Key Words: *Genius, Reflecting, Vividly, Foresees, Predicaments, Humanitarian, Elucidates, Ennisaged.*

ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کا نام کسی تعارف کا محتاج نہیں وہ ایک عظیم شاعر ہونے کے ساتھ ایک مفکر، فلسفی اور دانش مند انسان تھے۔ اقبال کی شاعری میں ان کی گہری بصیرت اور فکر بہت واضح نظر آتی ہے فکرِ اقبال پُوری مسلم اُمہ کا وہ آئینہ ہے جس میں عصرِ حاضر اور آنے والے زمانوں کی عکاسی صاف دکھائی دیتی ہے اقبال نہ صرف آنے والے وقت کی پریشانیوں کی نشاندہی کرتے ہیں بلکہ اُن کی فکر اُن سے بچنے کا راستہ بھی دکھاتی ہے۔ اقبال اپنی

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

شاعری میں جگہ جگہ انسانیت کے جوہر کی کرامات اور افادیت بیان کرتے ہیں۔ وہ بتاتے ہیں کہ مسلمِ اُمہ کی کامیابی اور سربلندی انسانیت کے جوہر میں پوشیدہ ہے۔ فکر اقبال میں عظمتِ نوعِ بشر کے تمام پوشیدہ اسرار کھلتے نظر آتے ہیں۔ وہ جگہ جگہ نوعِ بشر کی عظمت کے خواص کو بیان کرتے نظر آتے ہیں۔ اس مقالے میں فکرِ اقبال کی کی روشنی میں عظمتِ نوعِ بشر کے تصور کو واضح کیا جائے گا۔

تخلیق کائنات کا مقصد انسان ہے۔ اورانسان کی تخلیق کا مقصد خدا کی پہچان ہے اور یہ پہچان خود شناسی کے بغیر ممکن نہیں۔ انسان کی ہستی ذاتِ باری تعالیٰ کی خارجی شکل ہے حدیثِ قدسی ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ "میں ایک مخفی خزانہ تھا میں نے چاہا کہ میں پہچانا جاؤں تو میں نے یہ دنیا بنائی۔" انسانی وجود کی تخلیق کے بغیر خالق کی پہچان ممکن نہیں تھی اس لیے انسان کو خدا کا نائب بنا کر بھیجا گیا۔ خدا نے انسان کو نیابتِ الٰہی کے درجے پر فائز کیا ہے اور مذہب اسلام میں انسانی کمالات اور تمام مخلوقاتِ کائنات پر اس کی برتری کا جابجا اعتراف کیا ہے۔ ذاتِ انسانی کے توسط سے ذاتِ باری تعالیٰ خُود اپنا مشاہدہ کرتی ہے کیونکہ پوری کائنات میں سِوائے انسان کے کسی اور مخلوق میں یہ صلاحیت نہیں کہ وہ صفاتِ الٰہیہ کی مظہر بن سکے۔

اشرف المخلوقات ہونے کا شرف بجُز و انسان کے کسی کو حاصل نہیں۔ یہاں تک کہ شیاطین جن وملائک اور جسیم درندے بھی انسان کی عظمت اور مرتبے کے سامنے سجدہ ریز ہیں اور انسان کی اس عظمت کا راز اس کے جوہر انسانیت میں پوشیدہ ہے۔ مذہب نے بھی انسانی کمالات اور اس کے خصائص و فضائل کی حقیقت کو تسلیم کیا ہے۔ اور اس کی ذات کو تخلیقِ اقدار کا سرچشمہ کہا ہے۔ انسان کائنات ہستی کا بلند ترین مظہر ہے۔

پروفیسر شفیق الرحمن ہاشمی لکھتے ہیں:

> "اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنایا اور اس کے شرف کو اس طرح قائم رکھا کہ اسے اپنے سِوا کسی کے آگے نہ جھکنے کا حکم دیا لیکن انسان اپنی کم نگاہی سے اس شرف کو بحال نہ رکھ سکا اور اس نے غیر اللہ کی غلامی کا قلادہ گلے میں ڈال کر اپنے آپ کو قعرِ مذلت میں گرا لیا۔ اس کے پاس عزت و شرف کا جو موتی تھا اسے اس نے حاکموں اور بادشاہوں کی نذر کر دیا۔ اس نے اللہ تعالیٰ کی غلامی اور بندگی کرنے کی بجائے دینوی حکمرانوں کی غلامی اختیار کر لی۔ انھوں نے اسے اللہ تعالیٰ کے آگے جُھکانے کی بجائے اپنے آگے جھکایا۔" (۱)

انسانی سربلندی اور تابناکی ہی درحقیقت منشائے دین اور عظمتِ بشر ہے۔ زندگی کا حُسن توازن تناسب

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

اور ہم آہنگی سے عبارت ہے اسی طرح اسلام دینِ فطرت ہے، توازن اور اعتدال اس کی اساس ہیں۔ انتہا پسندی، سر کشی، بغاوت اور شدّت سے اس کو کوئی نسبت نہیں۔ شاعرِ مشرق، مفکرِ اعظم ڈاکٹر علامہ محمد اقبال وہ بالغ نظر اور دُور رس نگاہ رکھنے والے شاعر ہیں جن کی فکر نے انسان کو اس کے مرتبے اور مقام کی پہچان دی۔ اقبال دینِ فطرت کے اُن تمام اسرار و رموز سے بخوبی آگاہ ہیں جن کے ادراک کے بغیر انسان بشریت کے اعلیٰ مقام تک نہیں پہنچ سکتا۔ ان کے فلسفیانہ فکر کی اساس اور حاصلِ تصورِ خودی ہے جو بذاتِ خود عظمتِ بشر کے معیار کو متعین کرتی ہے۔

مسلم اُمہ کی فلاح اور کامیابی کا دار و مدار اور تمام مسائل سے نجات کا انحصار احساسِ آدمیّت اور احترامِ آدمیّت پر ہے جو اس نظام پر قائم ہے جسے نظام "مدنیّت" کہتے ہیں جس کا آغاز تخلیقِ آدم سے ختم نبوت پر منتج ہوا۔ اقبال اُس آدم کی عظمت، وقار اور انسانیت کی معراج کا اعتراف کچھ یوں کرتے ہیں:

طلسمِ بود و عدم جس کا نام ہے آدم
خُدا کا راز ہے قادر نہیں ہے جس پہ سُخن
زمانہ صُبحِ ازل سے رہا ہے محوِ شعر
مگر یہ اس کی تگ و دو سے ہو سکا نہ کُہن
اگر نہ ہو تجھے اُلجھن تو کھول کر کہہ دوں
وجودِ حضرتِ انسان نہ روح ہے نہ بدن (۲)

علامہ اقبال نے جس طرح انسان اور انسانیت کی معراج کو سمجھا ہے اُن کے معاصرین میں تو کیا دُور دُور تک ان کے مقابل کوئی ایسا صاحبِ نظر دکھائی نہیں دیتا جس نے انسان، انسانیت اور کائنات کے سربستہ اسرار و رموز کو کھولا ہو۔ اقبال کے عظمتِ بشر نام ہے احساسِ غیرت مندی کا، جذبۂ خود داری کا، اپنی ذات و صفات کے ناموس و احساس کا، اپنی انا کو جرات و شکست سے محفوظ رکھنے کا، حرکت و توانائی کو زندگی کا ضمن سمجھنے کا، مظاہرِ فطرت سے برسرِ پیکار رہنے کا اور دوسروں کا سہارا تلاش کرنے کی بجائے اپنی دُنیا آپ پیدا کرنے اور خود آگہی کا۔

خلیفہ عبدالحکیم فرماتے ہیں:

> "انسان کی برتری "ذوقِ آگہی" سے ہے کہ یہ ذوقِ آگہی انسان کو چمک دیتا ہے اور اسے بصورتِ شرار زندہ رکھتا ہے اس سے کائنات میں اس کی جُستجو کا سلسلہ جاری رہتا ہے یہ ذوقِ آگہی انسانی تہذیب کے ہر دور میں اپنے آپ کو پانے کی کوشش کا نام ہے۔۔۔ انسان کا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

شعور تیزی سے زمان و مکان میں نت نئی تبدیلیوں سے زندگی کے ہر گوشے میں انقلاب لاتا رہتا ہے۔" (۳)

اسلام بھی انسان کو تدبر، تفکر اور مظاہر ارض و سموٰت کا گہرائی سے مطالعہ کرنے کی تلقین کرتا ہے اور اقبال بھی۔ اقبال انسانیت کی وہ معراج قائم کرنا چاہتے ہیں جو انفس و آفاق کے وسیع مطالعے پر مبنی ہو اور غیر ملوث بصیرت سے صحیح نتائج بھی اخذ کر سکے۔ عالمِ ہست و بُود میں بندۂ خاکی کا کیا مقام ہے اس کے بارے میں علامہ اقبال اپنے کلام میں جگہ جگہ ارشاد فرماتے ہیں۔

اقبال لکھتے ہیں:

سُرود و شعر و سیاست کتاب و دین و ہنر
گُہر ہیں ان کی گرہ میں تمام یک دانہ
ضمیرِ بندہ خاکی سے ہے نمود ان کی
بلند تر ہے ستاروں سے اُن کا کاشانہ (۴)

اقبال چاہتے ہیں کہ انسان اپنے کردار اور منصب سے انصاف کرے۔ وہ سماج اور انسانوں سے الگ اپنی کسی تخیلاتی دُنیا میں رہنے والے انسان کو انسانیت سے عاری سمجھتے ہیں۔ فکرِ اقبال میں انسانیت کی معراج یہ ہے کہ انسان اعلیٰ انسانی قدروں اور اصولوں کے لیے لڑی جانے والی جنگ میں ایک راہنما اور رہبر کا کردار ادا کرے۔ انسان کائناتِ ہستی کا اعلیٰ ترین مظہر ہے اس لیے اقبال کو اس سے توقعات اور امیدیں بھی زیادہ ہیں وہ انسان کے اس کمال اور فضیلت کی بات کرتے ہیں جسے قرآن نے بھی تسلیم کیا ہے اور انسان کو تخلیقِ کائنات کا سرچشمہ قرار دیا ہے اس لحاظ سے اسے چاہیے کہ وہ بذاتِ الٰہی کے درجے پر فائز ہو کر اس کا حق ادا کرے۔ خود کو مقامِ بشریت کا اہل ثابت کرے قسمتِ نوعِ بشر بدلنے کا درس دیتے ہیں۔

آئین و قوانین کی پاسداری، رواداری، دردمندی، استغنائ، فقر جیسی صفات ہی انسان کو بشریت کے اعلیٰ مقام پر فائز کرتی ہیں۔ جب انسان میں یہ صفات پیدا ہوتی ہیں تو اس کا ہاتھ اللہ کا ہاتھ بن جاتا ہے۔

اقبال بالِ جبریل میں فرماتے ہیں:

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں ، کار کشا ، کار ساز

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

خاکی و نوری نہاد ، بندۂ مولیٰ صِفات
ہر دو جہاں سے غنی ، اس کا دلِ بے نیاز (۵)

اقبال چاہتے ہیں کہ انسان زندگی میں قوّت، اقتدار اور اختیار کی بجائے نیکی کو ترجیح دے تاکہ قوت پر غالب آکر انسان کمزوروں کی مدد کر سکے۔ یہ وہ برتری ہے جو نفس کو تکبر کی بجائے عاجزی پر مائل کرتی ہے۔ اقبال بھی اسی قوت واختیار کے ساتھ کمزوروں پر نرمی اور برتی کے ساتھ انکساری کے قائل ہیں۔ انسانیت اور مقامِ انسانیت یہ ہے کہ انسان جتنا حاصل کرتا ہے اتنا جھکتا ہے اس کی تمام عظمت و قوت انسانیت کی بقا اور کمزوروں کی فلاح کے لیے ہوتے ہے۔ اس کے قوت اور خودی اخلاقی قوانین اور اسلامی آئین کی حدود کے اندر ہوتی ہیں۔ انکساری، تدبر، حِلم، نیکی اور خود داری اس کی وہ قوتیں ہیں جو خیر و شر کے خلاف سب سے بڑا ہتھیار ہیں۔ عدل و مساوات اس کی زندگی کا مقصد ہوتا ہے قوت یا اقتدار و اختیار نہیں۔ اقبال کے ہاں بھی "لا" کے ساتھ "الاّ" کا ایقان موجود ہے جو انسانیت کا جوہر ہے۔ کامل انسان فقر اور ایمان کی دولت سے مالامال ہوتا ہے اور یہی دولت اُسے انسانیت کے منصب پر فائز کرتی ہے۔ تسلیم و رضا بشریت کے سر کا تاج ہے جو اسے سربلند رکھتی ہے۔

اقبال فرماتے ہیں:

تسلیم کی خوگر ہے ، جو چیز ہے دنیا میں
انسان کی ہر قوت سر گرمِ تقاضا ہے
اس ذرّے کو رہتی ہے وسعت کی ہوس ہر دم
یہ ذرّہ نہیں شاید سمٹا ہوا صحرا ہے (۶)

فرد و ملت کی ترقی و تنزلی اور قوموں کا عروج و زوال احترامِ انسانیت پر منحصر ہے ازل سے ابد تک کارگہِ حیات میں عظمتِ بشر کی کار فرمائیاں نظر آتی ہیں۔ اسلامی تاریخ کی سب سے بڑی ہجرت کے موقع پر نبی اکرمؐ نے اخوت، مساوات اور بھائی چارہ کی عملی مثال قائم کر کے انسانیت کا جو سبق سکھایا اس کے اثرات تمام عالم پر دیکھے جا سکتے ہیں۔ اقبال بھی اسی انسانیت کا درس دیتے ہیں۔ اقبال کی تمام تر فِکر انسان، خدا اور کائنات کے گرد گھومتی ہے۔ ایمان، ضمیر اور اخلاق و عظمتِ بشر اقبال کے تصورِ انسانیت کے کلیدی الفاظ ہیں۔ جس سے وہ اپنے پیغام کو صیقل کرتے ہیں۔ وہ تمام نوعِ انسان کو ایک جسم کا درجہ دیتے ہیں جس میں کسی ایک فرد کو پہنچنے والی تکلیف کو سب محسوس کرتے ہیں۔

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

علامہ اقبال لکھتے ہیں:

صدمہ آ جائے ہوا سے گُل کی پتی کو اگر
اشک بن کر میری آنکھوں سے ٹپک جائے اثر
دِل میں ہو سوزِ محبت کا وہ چھوٹا سا شرر
نُور سے جس کے ملے رازِ حقیقت کی خبر
شاہدِ قُدرت کا آئینہ ہو ، دل میرا نہ ہو
سر میں جُزو ہمدردیِ انساں کوئی سودا نہ ہو (۷)

آج مسلمانوں کے زوال و انحطاط اور اخلاقی پستی کی انتہا یہ ہے کہ انھیں اپنے اسلاف کی گم شدہ میراث کی بازیافت اور اس کی حفاظت کے لیے سہاروں کی تلاش ہے جس کے لیے وہ سائنس، یورپ، نطشے، برگساں اور ہیگل کے فلسفوں اور اصولوں کا مُنہ دیکھ رہے ہیں یہ انسانی کے تنزل کی وہ حد ہے کہ یہ اُمت خدا، رسولِ عربیؐ کے نظریہ حیات اور قرآن جیسے مکمل ضابطہ حیات، اور اقبال جیسے فلسفی اور قرآن فہم عاشقِ رسولؐ کے اقوال پر نظر نہیں ڈالتے ایسے مواقع پر اقبال نے اپنے کلام میں بڑی خوبصورتی سے اظہارِ خیال کیا ہے۔

اپنے کلام اور خطبات میں اس بات کی وضاحت کرتے ہیں کہ آدم کی صفت اس کا وظیفۂ حیات اور مقصودِ زندگی انسانیت کی فلاح اور بقائے آدمیّت ہے۔ انسانیت کے جوہر اور عظمتِ بشر سے مالا مال انسان ہی کمزور اور مظلوم لوگوں کے لیے نجاتِ دہندہ ہے اور اس مقصد کے لیے وہ قرآن سے راہنمائی کی تاکید کرتے ہیں۔

اقبال لکھتے ہیں:

؎ تیرے ضمیر پہ جب تک نہ ہو نزول کتاب
گرہ کشا ہے نہ رازی نہ صاحبِ کشاف (۸)

اقبال کے نزدیک زندگی ارتقاء پذیر شعور کے تسلسل کا نام ہے جو اپنے لیے اپنے امکان خود پیدا کرتی ہے مگر یہ شعور ان کے نزدیک صرف عقلِ مجرد کا فعل نہیں بلکہ نفس کا فعلِ کُلی ہے جس میں خارجی کائنات اور ماحول بھی شریک ہے انسان اس سے کسی طور پر جُدا نہیں ہے۔ اس شعور میں انسان اور انسانیت دونوں شریک ہیں جس میں تن اور من بھی شامل ہے۔ من کی دُنیا اگرچہ لا محدود ہے مگر تن کی دنیا سے الگ یا جُدا ہرگز نہیں ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اقبال کے نزدیک انسانیت عظمتِ بشر کا وہ جوہر ہے جو تن سے لے کر من کی لا محدود دنیا تک محیط ہے۔ اس

ISSN (P): 2709-9636 | ISSN (O): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

دنیا میں اخوت، درویشی، فقر، مساوات، اطاعت، خود داری، ایمان، عدل و انصاف، خشیتِ الٰہی، جرات و بے باکی، میانہ روی، اخلاق، قلندری و درویشی، کردار اور ایسی بے شمار دنیائیں ہیں جن کے دائرے در دائرے انسانی فہم کے لیے آزمائش کے نئے جہان روشناس کراتے ہیں۔

اقبال لکھتے ہیں:

ے
نشاں یہی ہے زمانے میں زندہ قوموں کا
کہ صُبح و شام بدلتی ہیں اُن کی تقدیریں (۹)

مسلم اُمہ کو جس قسم کے فتنوں کا سامنا ہے اس میں کوئی فتنہ اخلاقی ہے کوئی روحانی، کوئی علمی یا عقلی ہے اور کوئی سیاسی، کسی بھی ملت کی اساسی حیثیت کی استواری کا ثبوت یہ ہے کہ وہ کسی طرح انسانیت کے عظیم منصب پر فائز رہتے ہوئے اِن فتنوں کے سامنے غیر متزلزل رہ کر اپنا توازن قائم رکھتی ہے۔ اقبال کی فکر کا محور و مرکز صِرف یہ سوچ تھی کہ مِلت اسلامیہ کی تعمیر و ترقی اور نشو و نما کیسے ہو۔ انھیں زوالِ مسلم کا شدت سے احساس تھا اور وہ ماضی کے آئینے کو سامنے رکھ کر مستقبل کو سنوارنا چاہتے تھے۔ اس لیے وہ مسلم امہ کو خود شناسی، عملِ پیہم اور جہدِ مسلسل کا سبق دیتے ہیں یہ وہ جواہر ہیں جن کو پرکھ کر ہی آدم بشریت کی عظمت کو پا سکتا ہے۔

اقبال بالِ جبریل میں فرماتے ہیں:

ہے یاد مجھے نکتہ ، مسلمانِ خوش آہنگ
دنیا نہیں مردانِ جفاکش کے لیے تنگ
چیتے کا جگر چاہیے ، شاہیں کا تجسس
جی سکتے ہیں بے روشنی دانش و فرہنگ
کہ بلبل و طاؤس کی تقلید سے توبہ
بلبل فقط آواز ہے ، طاؤس فقط رنگ (۱۰)

اقبال کی فکر میں عظمتِ نوعِ بشر کچھ اور واضح ہوتا ہے جب ہم اقبال کے مردِ قلندر اور درویش کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اقبال کے ہاں قلندری اور درویشی تکمیلِ انسانیت کی دو منزلوں کے نام ہیں۔ درویش تصوف کی اصطلاح میں وہ بشر ہے جو علائقِ دُنیا سے بالکل کنارہ کر چکا ہو اور یوں خِلوت گزیں ہو گیا ہو کہ کائنات سمٹ کر اس کے اندر سما گئی ہو مگر اقبال کا درویش بے عمل نہیں۔ وہ درویشی کے مرحلے پر کامل خلوت نشین ہو کر یک سُو رہتا ہے تا کہ تسخیرِ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

کائنات کی طرف متوجہ ہو جائے۔ وہ کم عمل ضرور ہوتا ہے مگر بے عمل اور کم کوش نہیں۔ جب کہ قلندری کا تعلق عمل سے ہے قلندر کا مقام درویش سے بہ مراتبت بلند اور عظمتِ بشر سے زیادہ قریب ہے۔ ایمان، ضمیر اور اخلاق، اقبال کی فکر میں انسان کی عظمت کی تعریف کے لیے کلیدی الفاظ کہے جاسکتے ہیں۔ اقبال اسی جذبہ، نورِ ایمانِ فقر، قلندری اور درویشی کا درس دیتے ہیں۔ اقبال کے ہاں فقر سے مراد افلاس و تنگ دستی نہیں بلکہ استغناء اور اقتدار و اختیار کی ہوس سے لاپرواہی ہے۔ فقر، عمل کے صلہ سے بے نیازی کا نام ہے درسِ انسانیت یہ ہے کہ انسان کسی لالچ غرض اور صلے سے بے نیاز ہو کر خالص خدا کی رضا کے لیے دنیا اور اہلِ دنیا کے لیے مصائب جھیل کر اس کو نفع پہنچائے۔

اقبال کیا خوب کہتے ہیں:

اِک فقر سکھاتا ہے صیاد کو نخچیری
اِک فقر سے کھلتے ہیں اسرارِ جہانگیری
اِک فقر سے قوموں میں مسکینی و دلگیری
اِک فقر سے مٹی میں خاصیّت اکسیری (۱۱)

ہماری شاعری ادب اور مسلم معاشرے پر بھی تصوف کے اثرات بہت گہرے تھے اس تصوف کی بنیاد وحدت الوجود پر تھی یہ فلسفہ مختلف خیالات و فکر سے مل کر بنا ہے جس میں یونانی، افلاطونی، ابن العربی کے علاوہ ہندوؤں کے فلسفے و ہدایت کے اثرات بھی نمایاں تھے۔ اس تصور اور فلسفے نے قوم میں انفعالیت، بے بسی، عاجزی اور قدامت کے متعلق غلط تصورات پیش کئے، توکل کے مفہوم کو غلط رنگ دیا۔ بے عملی کو فروغ ملا یہاں تک کہ غلامی کو بھی خدا کی رضا جانا جانے لگا ایسے میں اقبال انسان کو انسانیت کا وہ سبق پڑھاتے ہیں جو اسے انحطاط سے نکال کر مائل بہ عروج کرتے ہیں۔ اقبال کا تصورِ عظمت بشر مقصدیت اور افادیت کے حصول کے سوا کچھ اور نہیں اس تصور اور پیغام میں فلسفۂ خودی و خود شناسی بھی ہے اور کائنات کے اسرار سے آگاہی بھی، مقصدِ تخلیقِ کائنات کا ادراک بھی اور دین سے لگاؤ بھی۔ یہ وہ مقصد ہے جو انسان کو عزت و توقیر عطا کرتا ہے اور ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کو ممکن بناتا ہے جو حقیقی اسلامی مذہبی اقدار پر استوار ہو۔

ڈاکٹر محمد ہارون قادر لکھتے ہیں:

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

"علامہ اقبال حکیمانہ بصیرت اور قوت افروز متخیلہ سے حیات کے پردوں کو چاک کرتے چلے جاتے ہیں۔ ان کے وسیع علم، مشاہدے، وجدان اور متخیلہ نے ان کی آنکھوں سے پردے ہٹا دیے تھے اور ان پر حیات کے راز و نیاز عیاں کر دیے تھے۔ وہ زندگی کی یہ حقیقت پا گئے تھے کہ امید ہی زندگی ہے۔علامہ اقبال کے عہد میں بہت سے لوگ مسلمانوں کی زبوں حالی دیکھ کر مایوس ہو چکے تھے لیکن اقبال کہتے ہیں کہ میری آنکھوں پر حیات کے اسرار آشکار ہو چکے ہیں، کہ زندگی پُر امید لوگوں کے لیے رواں دواں رہتی ہے اور مایوسیوں کے لیے زندگی کا سفر رک جاتا ہے۔ میں ان لوگوں میں سے نہیں ہوں جو عملی جدوجہد سے مایوس ہو جائیں۔ مسلمان اپنی حیات کا سفر جاری رکھتے ہوئے ہیں مجھے امید ہے کہ یہ امّت دوبارہ ضرور مائل بہ عروج ہو گی۔" (۱۲)

اقبال فرماتے ہیں:

ہر اک مقام سے آگے مقام ہے تیرا
حیات ذوقِ سفر کے سوا کچھ اور نہیں (۱۳)

اقوامِ عالم کے مسائل انسانیت سے عاری معاشرے کی دین ہیں جن کے اثرات دُور دُور تک پھیلے ہوئے ہیں۔ اقبال انسانی احساسات اور ہمدردی سے عاری سماج کی ان قدروں کی تبدیلی کے بغیر قوم کی ترقی ناگزیر سمجھتے ہیں۔ وہ بار بار انقلاب کی بات کرتے ہیں مسلمِ اُمہ چکی کے دو پاٹوں کے درمیان پِس رہی ہے جس کا ایک پاٹ بے حِس نظام اور دوسرا طاغوتی قوتیں ہیں اور ان سے بچاؤ صرف انسانیت کی بقا میں مضمر اور ممکن ہے۔ علامہ اقبال قوم کے محدود دائرے میں سفر کے نہیں بلکہ مسلمِ امہ کے لا محدود دائروں کے سفر کے اسیر نظر آتے ہیں۔ ان کی فِکر میں "ھالہ" سے لے کر عرب کے نخلستانوں اور وسطِ ایشیاء سے لے کر اندلس کی اسلامی ثقافت کے سلسلے نظر آتے ہیں۔ علامہ اقبال مِلت کی فلاح و بقا کے لیے انسانیت کی عظمت کے ایقان کے قائل ہیں۔ وہ بے حسی و بے عملی کو اسلامی معاشرت کے لیے زہر قاتل سمجھتے ہیں وہ انسانیت سے عاری معاشرے کی بے بسی پر خفتگانِ خاک سے کچھ یوں استغفار کرتے ہیں۔ وہ لکھتے ہیں:

تھم ذرا بے تابیِ دل ! بیٹھ جانے دے مجھے
اور اس بستی پہ چار آنسو بہانے دے مجھے

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

اے مئے غفلت کے سر مستو! کہاں رہتے ہو تم ؟
کچھ کہو اس دیس کی آخرِ جہاں رہتے ہو تم (۱۴)

علامہ اقبال ایک فلاسفر، مدبر، مفکر اور مخلص و غمگسار انسان ہونے کے ساتھ ایک ایسے شاعر بھی تھے جو سمجھتے تھے کہ میری سوچ جب الفاظ کا جامہ پہنے تو اُسے معانی کے رنگوں نے وہ تابنا کی عطا کی ہو جو ملت کے ہر دُکھ اور مسلمِ امہ کی مشکلات کا نہ صرف مداوا کرے بلکہ اُسے آسان بھی کر دے یہی وجہ ہے اُس میں درسِ انسانیت، ملت کا سوز و غم، عشقِ حقیقی کی لطافت اور متصوفانہ مضامین کی گہری جھلکیاں نظر آتی ہیں۔ ایک مخصوص عہد میں اقبال کی شاعری میں اخلاقیات کی بازگشت بھی سنائی دیتی ہے جس میں ملتِ اسلامیہ اور بالخصوص برصغیر کے مسلمانوں کی نا گفتہ بہ حالت کے پیشِ نظر مسلمانوں کو یہ مشورہ دیا تھا کہ ماحول اور حالات کی گھمبیر صورتِ حال کو گوارا بنانے کے لیے جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہمدردی، اخلاص، احساس اور رواداری ہے اور یہ تمام عظمتِ بشر کے خواص ہیں ان کے بغیر معاشرے پروان نہیں چڑھتے اور فرد کی تکمیل ذات نہیں ہو پاتی۔ وہ چاہتے تھے کہ ایک مقصد کے لیے کام کرنے والوں کو ہر طرح کے اعتراضات اور ریشہ دوانیوں کو تحمل سے در گزر کرتے ہوئے اپنے موقف کو جاری رکھے رہنا چاہیے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے اپنی شاعری میں نغمہ و آہنگ کے ساتھ زندگی کے تلخ حقائق کی طرف بھی توجہ دلائی۔ مسلم معاشرے کے انحطاط اور امتِ مسلمہ کی مخصوص صورتِ حال کے الجھاؤ نے اقبال جیسے شاعر کو یہ سوچنے پر مجبور کیا کہ انسان کی بقا محض انسانیت کے جوہر میں پوشیدہ ہے۔ انسان اس کائنات کی ارفع ترین تخلیق ہے اور یہ اعلیٰ مقام اس کو عظیم اخلاص کے نتیجے میں مِلا ہے۔ مگر آج کا بشر اپنی عظمت کے جوہر کو گم کر چکا ہے یہ جوہر اور گوہر اُس کے اپنے من میں پوشیدہ ہیں وہ اپنی عظمت سے ناواقف اور بے خبر ہے جس کی وجہ سے وہ حقیقی سربلندی حاصل نہیں کر سکا۔

اقبال فرماتے ہیں:

ڈھونڈنے والا ستاروں کی گزر گاہوں کا
اپنے افکار کی دُنیا میں سفر کر نہ سکا
اپنی حکمت کے خم و پیچ میں اُلجھا ایسا
آج تک فیصلۂ نفع و شرر نہ کر سکا
جس نے سورج کی شعاؤں کو گرفتار کیا

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

زندگی کی شب تاریک سحر کر نہ سکا (۱۵)

علامہ اقبال تصورِ بشریت کے مزید واضح کرنے کے لیے مولانا رومؒ کے اقوال اور اشعار سے بھی کام لیتے ہیں۔ اُن کی بصیرت افروز تحریروں کی ضو میں وہ آج کے انسان پر اس کی عظمت و اہمیت واضح کرتے ہیں۔ اقبال کہتے ہیں کہ آج کے عہد میں مسلمان افرنگ کے فریب اور فسوں کاریوں کا شکار ہو کر نہ صرف ذہنی مریض بن چکا ہے بلکہ وہ اپنی بنیاد اور مرکز سے بھی ہٹ گیا ہے۔ اگر وہ مغرب کی فسوں کاریوں سے نجات اور بشریت کی معراج چاہتا ہے تو وہ رومی جیسے مدبر کے کلام کے سوز میں اپنا ساز تلاش کرے۔

اقبال لکھتے ہیں:

غلط نگر ہے تری چشم نیم باز اب تک
ترا و خود ترے واسطے ہے راز اب تک
ترا نیاز نہیں آشنائے ناز اب تک
کہ ہے قیام سے خالی تری نماز اب تک
گُسستہ تار ہے تیری خودی کا ساز اب تک
کہ تُو ہے نغمۂ رومی سے بے نیاز اب تک (۱۶)

اقبال مسلمانوں کے اذہان پر چھائے فرنگی فسوں کو آتشِ رومی کے سوز سے چلانا چاہتے تھے وہ اس لیے بار بار انسان کو اس کی عظمت کے انمول جواہر ڈھونڈنے پر اکساتے ہیں۔ وہ کائنات کی تسخیر کے لیے عمل کا درس دیتے ہیں اُن کا مقصد مسلم امہ کی فلاح، افادیت اور ترقی کے بجز و کچھ اور نہیں۔ ان کی فکر اور پیغام میں فلسفۂ خودی و خود شناسی بھی ہے اور کائنات کے اسرار و رموز سے آگاہی بھی، مقصدِ تخلیقِ کائنات کا ادراک بھی ہے اور دین سے لگاؤ بھی۔ یہ وہ مقصدیت ہے جو انسان کو وہ شرف عطا کرتا ہے جو فرشتوں کو بھی میسر نہیں یہ مقصد ایک ایسے معاشرے کی تشکیل کو ممکن بناتا ہے جو حقیقی اسلامی مذہبی اقدار و بنیاد پر استوار ہو۔ اقبال کے کلام کے ہر پیغام، تصور اور فِکر میں بقائے انسانی کے راز مضمر ہیں۔ اقبال کی اس عظمت کا اعتراف لاتعداد تصانیف میں کیا گیا ہے۔

ایس۔ اے رحمن لکھتے ہیں:

"روایت میں اُلجھی ہوئی تقلیدی ذہنیت اور محورِ باطنیت کے گِرد گھومنے والی خلوت پسند قدوسیت نے اسلامی اجتماعی شعور کے خدوخال دھندلا دیے تھے۔ ماحول ایک مردِ خود آگاہ

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

کے انتظار میں تھا جو سر نہ تراشے مگر راہ و رسم قلندری کا راز داں ہو، جو رُوحِ عصر کا بخوبی شناسا ہو، جو عجمیت گزیدہ ذہنوں میں خودی کی قندیل روشن کر دے اور فعال زندگی کی قدروں کو اُجاگر کر کے جہانِ آرزو کو دگرگوں کر دے، اقبال نے ہندی مسلمانوں کے لیے یہی انقلابی کردار ادا کیا ہے۔" (۱۷)

علامہ اقبال نوعِ انسانی کی ترقی اور تہذیب و ارتقاء کے فلسفۂ خودی جیسے افکار سے مسلمِ فکر کی شمعوں کو روشن کرنے کی جدوجہد کرتے رہے۔ اقبال انسانیت سے عاری سماجی قدروں کی تبدیلی کے بغیر ملک و ملت کی ترقی نا گزیر سمجھتے ہیں وہ بار بار ایک ایسے انقلاب کی بات کرتے ہیں جو صرف اور صرف اسلامی آئین کے نفاذ اور نوعِ بشر کے اخلاص سے ممکن ہے۔

حوالہ جات

۱۔ شفیق الرحمٰن ہاشمی، پروفیسر، اقبال کا تصورِ دین، لاہور: فیروز سنز، س۔ن، ص ۱۸

۲۔ اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۸ء، ص ۷۰/ ۵۷۰

۳۔ عبدالحکیم، خلیفہ، فکرِ اقبال، لاہور: بزمِ اقبال، ۲۰۰۵ء، ص ۶۵

۴۔ اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۸ء، ص ۱۱۲/ ۶۱۲

۵۔ اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور: ایضاً، ص ۱۰۰/ ۴۲۴

۶۔ اقبال، علامہ، ایضاً، ص ۱۹۰/ ۲۰۶

۷۔ ایضاً، ص ۶۵/ ۸۱

۸۔ ایضاً، ص ۸۲/ ۴۰۶

۹۔ ایضاً، ص ۵۵/ ۴۷۷

۱۰۔ ایضاً، ص ۸۱/ ۴۰۵

۱۱۔ ایضاً، ص ۱۶۷/ ۴۹۱

۱۲۔ ہارون قادر، محمد، "کلامِ اقبال میں فلسفہ حیات کے نادر پہلو" مشمولہ: نورِ تحقیق شمارہ ۴، لاہور: گیریژن یونیورسٹی، ۲۰۱۷ء، ص ۹۷

۱۳۔ اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور: اقبال اکادمی، ۲۰۰۹ء، ص ۳۷۸

ISSN (**P**): 2709-9636 | ISSN (**O**): 2709-9644
Volume 5, Issue 1, (Jan to March 2024)
https://doi.org/10.47205/makhz.2024(5-I)urdu-10

ماخذ تحقیقی مجلہ

۱۴۔ اقبال، علامہ، کلیاتِ اقبال اُردو، لاہور: اقبال اکادمی پاکستان، ۲۰۱۸ء، ص ۵۴ / ۷۰

۱۵۔ ایضاً، ص ۸۳ / ۵۸۳

۱۶۔ ایضاً، ص ۱۳۳ / ۶۳۳

۱۷۔ ایس۔ اے رحمان، مشمولہ ایقانِ اقبال از پروفیسر مرزا منور، کراچی: ایوانِ اُردو، ۱۹۹۷ء، ص ۱۰